

45781-مسجد میں باجماعت نماز تراویح گھر میں ادا کرنے سے افضل ہے

سوال

کیا نماز تراویح کی نماز مسجد میں باجماعت ادا کرنا افضل ہے یا گھر میں ادا کرنا افضل ہے؟

پسندیدہ جواب

نماز تراویح گھر میں ادا کرنے سے مسجد میں باجماعت ادا کرنا افضل ہے۔

اس کے لئے احادیث اور صحابہ کرام کے عمل سے دلیل ملتی ہے۔

1- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات مسجد میں [نماز تراویح] پڑھی تو آپ کے ساتھ لوگوں نے بھی [تراویح] ادا کی پھر، آپ نے آندرہ رات بھی نماز پڑھی تو لوگ پہلے سے بھی زیادہ ہو گئے، پھر تمیری یا چوتھی رات بھی لوگ اٹھتے ہو گئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نہ آئے، پھر جب صبح ہو گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ([گزشتہ راتوں میں] تم نے جو کچھ کیا میں نے دیکھ دیا تھا، اور رات کو میں تمہاری طرف اس لیے نہیں آیا کہ مجھے خدشہ ہوا کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ ہو جائے) یہ واقعہ رمضان میں ہوا۔ اس حدیث کو امام مخاری (1129) اور مسلم (761) نے روایت کیا ہے۔

تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز تراویح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ثابت ہے، تاہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ترک اس لیے فرمایا کہ آپ کو امت پر تراویح فرض ہونے کا خدشہ تھا۔ توجب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو یہ خدشہ بھی ختم ہو گیا؛ کیونکہ شریعت مکمل ہو چکی ہے۔

2- اسی طرح امام ترمذی (806) نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (جس نے امام کے ساتھ [نماز تراویح] کے لئے [اقیام کیا یا انہک کہ امام فارغ ہو جائے تو اس کے لیے پوری رات کا قیام لکھا جائے گا)۔ اس حدیث کو ابانی رحمہ اللہ نے صحیح ترمذی میں صحیح کیا ہے۔

3- مخاری (2010) میں عبد الرحمن بن عبد القاری سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ: "میں رمضان کی ایک رات عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد میں گیا تو دیکھا کہ سب لوگ متفرق اور منتشر تھے؛ کوئی اکیلا نماز پڑھ رہا تھا، تو کسی کے پیچھے متعدد افراد کھڑے نماز ادا کر رہے تھے۔ یہ دیکھ کر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرا خیال ہے کہ میں تمام لوگوں کو ایک قاری کے پیچھے جمع کر دوں تو زیادہ افضل ہو گا۔ چنانچہ انہوں نے اس عزم وارادے کے ساتھ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو ان کا امام مقرر کر دیا۔"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"ابن القیم اور دیگر اہل علم کہتے ہیں کہ: یہاں عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تراویح ادا کی تھی؛ اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید راتوں میں اس لیے نہیں پڑھائی کہ آپ کو اس نماز کے فرض ہونے کا خدشہ تھا، توجب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی فرض ہونے کا خدشہ ختم ہو گیا، اس لیے عمر رضی اللہ عنہ نے ایک امام کے ساتھ باجماعت تراویح کو ترجیح دی؛ نیز یہ بھی اس کی وجہ ہے کہ الگ الگ تراویح پڑھنے میں اتحاد و اتفاق نظر نہیں آتا، ویسے بھی اٹھتے نماز ادا کرنے سے کئی لوگوں میں باجماعت تراویح ادا کرنے کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ کے موقف کے مطابق جسور علمائے کرام کا موقف ہے۔" ختم شد

فتنہ ابصاری

امام نووی رحمہ اللہ "ابن جمیع" (3/526) میں کہتے ہیں :

"نماز تراویح علانے کرام کے اجماع کے مطابق سنت ہے ... اور اسی طرح اکیلے یا باجماعت بھی جائز ہے۔ تاہم ان دونوں میں سے کون سی افضل ہوگی؟ اس بارے میں دو مشور اقوال ہیں، [شافعی] فقیہ کے ہاں صحیح ترین موقف کے مطابق باجماعت افضل ہے۔ دوسرا موقف یہ ہے کہ: اکیلے نماز تراویح ادا کرنا افضل ہے۔

ہمارے [شافعی] فقیہ کے کرام کا کہنا ہے کہ: اختلاف اس صورت میں ہے جب کوئی شخص حافظ قرآن ہو، تو اگر اس کے اکیلے نماز ادا کرنے سے اس میں کسی قسم کی سستی پیدا نہیں ہو گی، نہ ہی اس کے مسجد نہ جانے سے مسجد میں نماز باجماعت منتشر ہوگی [تو اس کے لیے اکیلے پڑھنا جائز ہے] لیکن اگر مذکورہ امور میں سے کوئی ایک بھی رونما ہوا تو بالخلاف تراویح باجماعت افضل ہوگی۔

نیز الشامل کے مؤلف کہتے ہیں: ابوالعباس اور ابوالسحاق کے مطابق نماز تراویح اکیلے پڑھنے سے باجماعت ادا کرنا افضل ہے، کیونکہ اس پر صحابہ کرام کا اجماع ہے اور تمام مسلم خطوں کے اہل علم کا اجماع ہے۔ "ختم شد"

امام ترمذی کہتے ہیں :

"ابن مبارک، احمد اور اسحاق نے ماہ رمضان میں امام کے ساتھ نماز تراویح کو پسند کیا ہے۔"

تحفۃ الاحوڑی کے مؤلف لکھتے ہیں کہ :

"کتاب قیام اللیل میں ہے کہ: احمد بن حنبل سے کہا گیا: آدمی لوگوں کے ساتھ رمضان میں باجماعت تراویح ادا کرے یا اکیلے؟ آپ کو کیا پسند ہے؟ تو انہوں نے کہا: لوگوں کے ساتھ باجماعت ادا کرے۔ بلکہ انہوں نے یہ بھی کہا کہ: مجھے تو یہ بھی پسند ہے کہ امام کے ساتھ تراویح پڑھے اور وتر بھی ادا کرے۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: (بیش جو آدمی امام کے ساتھ [نماز تراویح کے لئے] قیام کرے یہاں تک کہ امام فارغ ہو جائے تو اس کے لیے پوری رات کا قیام لکھا جائے گا۔)

امام احمد رحمہ اللہ نے مزید کہا کہ: آدمی کو چاہیے کہ لوگوں کے ساتھ باجماعت تراویح ادا کرے اور اس وقت تک نہ جائے جب تک امام فارغ نہیں ہو جاتا۔

امام ابو داؤد کہتے ہیں: میں امام احمد کے پاس ماہ رمضان میں آیا تو آپ نے تمام راتوں میں امام کے ساتھ و تراویح کیا، مساویے ایک رات کے کہ میں اس رات خود حاضر نہیں تھا۔

اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے امام احمد کو کہا: ماہ رمضان میں نماز [تراویح] باجماعت آپ کو زیادہ محبوب ہے یا کہ انسان اکیلے ادا کرے؟ تو انہوں نے کہا: مجھے یہ پسند ہو گا کہ نماز [تراویح] باجماعت ادا کر کے سنت کو زندہ رکھے۔ تو اسحاق رحمہ اللہ نے بھی یہی موقف اپنایا۔ "ختم شد"

"المعنى" (1/457)

شیخ ابن شیمین رحمہ اللہ "مجالس شهر رمضان" (ص 22) میں کہتے ہیں :

"مسجد میں نماز تراویح کے لئے باجماعت ادا سنگی سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی، پھر آپ نے امت پر فرض ہو جانے کے خدشے سے باجماعت تراویح ترک کر دی۔ ... پھر انہوں نے پہلے ذکر کردہ دونوں روایات ذکر کرنے کے بعد کہا:

انسان کا نماز تراویح سے پیچے رہ کر تراویح کے اجر و ثواب سے محروم رہنا اچھی بات نہیں ہے، نیز تراویح اور وتر امام کے ساتھ ادا کر کے ہی واپس ہونا چاہیے تاکہ اسے ساری رات قیام کرنے کا ثواب ملے۔ "ختم شد"

البانی رحمہ اللہ "قیام رمضان" میں لکھتے ہیں :

"قیام رمضان کے لئے جماعت کروانا شرعی عمل ہے، بلکہ باجماعت تراویح ادا کرنا اکلیے ادا کرنے سے افضل ہے؛ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عملاً اس پر عمل کیا اور قولًا اس کی فضیلت بھی بیان کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ رمضان کی بقیہ راتوں میں اس لیے باجماعت قیام کا اہتمام نہیں کیا کہ آپ کو رمضان میں قیام کی فرضیت کا خدشہ تھا، اور فرض ہونے کی صورت میں امت پر مشقت ہوتی، جیسے کہ صحیح بخاری اور مسلم وغیرہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں موجود ہے، تو یہ خدشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد زائل ہو گیا کہ شریعت تو مکمل ہو چکی ہے، اس لیے نماز تراویح باجماعت ادا کرنے کے لئے رکاوٹ ختم ہو گئی تو سابقہ حکم دوبارہ سے لا گو ہو گیا اور وہ ہے تراویح کی باجماعت ادا نیکی کا جواز؛ اسی لیے عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا احیا کیا جیسے کہ صحیح بخاری وغیرہ میں یہ موجود ہے۔ "ختم شد

"الموسوعۃ الفتنیۃ" (27/138) میں ہے کہ :

"سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے سے خلافے راشدین اور تمام مسلمانوں نے نماز تراویح باجماعت ادا کرنے کی پابندی کی ہے، تو عمر رضی اللہ عنہ نے تمام لوگوں کو ایک امام کی اقتدا میں تراویح پڑھنے کے لئے اکٹھا فرمایا۔۔۔۔

اسد بن عمرو نے ابو یوسف سے نقل کیا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو عنیضہ رحمہ اللہ سے تراویح اور سیدنا عمر کے اقسام کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: تراویح سنت مونکہ ہے، عمر رضی اللہ عنہ نے یہ اقدام اپنی طرف سے نہیں کیا تھا، نہ ہی عمر رضی اللہ عنہ اس اقسام میں بدعتی تھے، بلکہ انہوں نے اس کام کا حکم رسول اللہ کے زمانے سے موجود ایک دلیل کی بنا پر جی دیا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے یہ طریقہ اپنایا اور تمام لوگوں کو ابی بن کعب کی اقتداء میں جمع کیا تو انہوں نے جماعت کروائی، اس وقت صحابہ کرام، مہاجرین اور انصار سب موجود تھے، لیکن ان میں سے کسی ایک نے بھی اس پر قدغن نہیں لگائی، بلکہ انہوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی مدد کی اور اس پر موافقت کا اظہار کیا اور اس کا حکم بھی دیا۔ "ختم شد

واللہ اعلم